Notification No: 529/2023

Date of Awad: 18-01-2023

Name of Scholar: Zafrul Islam

Name of Supervisior: Prof. Kausar Mazhari

Name of Department: Urdu

Topic of Research: Moin Ahsan Jazbi Ki Adabi Khidmaat

Findings

اس مقالے کو کل پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب: 'معین احسن جذبی کے حالات زندگی' اس باب میں جذبی کی پیدائش، تعلیم، ملازمت، وفات اور آبا واجداد سے متعلق معلومات پیش کی گئی ہیں۔ جذبی سے لیے گئے تمام انٹرویوز میں انھوں نے بتایا کہ ان کے دادا کا نام عبدالغفور تھا۔ وہ ڈاکٹر اور شاعر تھے اور ان کا تخلص مطیر تھا۔ ان کے منتخب کلام کو ان کے والد احسن الغفور نے شائع کرایا تھا جذبی پر لکھے گئے کثر مضامین میں یہ باتیں دہرائی گئیں لیکن کسی میں بھی انتخاب کلام مطیر سے متعلق کوئی اہم معلومات یا اشعار پیش کرنے کی زحمت نہیں کی گئی۔ لہٰذا میری خواہش ہوئی کہ اس انتخاب کو تلاش کیا جائے اور اس کے متعلق معلومات اور اشعار مقالے میں درج کیے جائیں۔ چناں چہ انتخاب کلام مطیر کو دریافت کرنے سے کئی ایسی باتیں غلط ثابت ہوئیں جو جذبی کے دادا کے تعلق سے دیگر مضامین میں بار بار کہی جاتی رہی ہیں۔

دوسرا باب: 'معین احسن جذبی بحیثیت نثر نگار' اس باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ (الف) حالی کا سیاسی شعور۔ (ب) جذبی کے نثری مضامین۔ حالی کا سیاسی شعور جذبی کا تحقیقی مقالہ ہے جو انھوں نے پروفیسر رشید احمد صدیقی کی نگرانی میں تحریر کیا تھا۔ یہ ۱۹۵۹ میں شائع ہوا تھا۔ انھوں نے یہ کتاب لکھ کر نقاد کی حیثیت سے بھی اپنی شناخت قائم کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے حالی کے سیاسی شعور و بصیرت کو سمجھنے میں کافی حد تک مدد ملتی ہے۔ حالی کا سیاسی شعور سرسید کے سیاسی شعور سے بالکل علیحدہ اور مختلف تھا۔ اس باب کے دوسرے حصے میں جذبی کے دوسرے نثری مضامین پر تحقیقی و تنقیدی روشنی ڈالی گئی ہے۔ عام طور سے جب بھی جذبی کی نثر نگاری کی بات کی جاتی ہے تو ناقدین ''حالی کا سیاسی شعور'' سے آگے نہیں بڑھ پاتے اور قاری یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے علاوہ جذبی کا کوئی نثری شہ پارہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ بعض محققین نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ جذبی نے چند مضامین تحریر تو کیے تھے مگر اب وہ موجود نہیں ہیں۔ تحقیق کے دوران مجھے جذبی کے چند ایسے نثری مضامین دست یاب ہوئے جو انھوں نے وقتاً فوقتاً تحریر کیے تھے اور مختلف رسائل و جرائد میں شائع بھی ہوئے تھے۔ ان کی تعداد تو محض سات ہے مگر ان کی اہمیت و افادیت اس لیے بہت بڑھ جاتی ہے کہ ان کے مطالعہ سے ہم بحیثیت مضمون نگار جذبی کا مرتبہ متعین کر سکتے ہیں۔

تیسرا باب: 'معین احسن جذبی کی غزل گوئی' ان کی غزلوں کی کل تعداد بانوے (۹۲) ہے۔ شعری مجموعہ میں شامل ہر غزل کے آخر میں سال تصنیف درج ہے۔ یہی التزام ان کی کلیات میں بھی کیا گیا ہے۔ تحقیق کے دوران میں نے جذبی کی غزلوں کو رسالوں میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی کون سی غزل پہلی دفع کس رسالے یا جریدے میں شائع ہوئی تھی، تلاش و تحقیق کے ذریعہ مجھے ان کی اکثر غزلوں کی اولین

اشاعت تک رسائی حاصل ہوئی ہے۔ چوں کہ جذبی کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی تخلیقات کو لکھنے کے بعد فوراً اشاعت کے لیے نہیں بھیجتے تھے بلکہ اس کو ایک برس دو برس یہاں تک کہ تین تین برس تک اپنے پاس رکھتے تھے اور اس میں حذف اضافہ کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا ہر غزل کا تجزیہ سن کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ تحقیق کے دوران مجھے رسالوں میں ان کی کئی ایسی غزلیں بھی حاصل ہوئیں جن میں اشعار کی تعداد زیادہ ہے مگر وہی غزل جب شعری مجموعے میں شامل کی گئی تو اس کے کچھ اشعار حذف کر دیے گئے ہیں۔

چوتھا باب: 'معین احسن جذبی کی نظم نگاری' اس باب میں ان کی نظموں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جذبی کی نظمیں ان کی غزلوں سے کسی طور پر بھی کم نہیں ہیں۔ ان نظموں کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں حسن و عشق کی کیفیات کے علاوہ رومانیت کے عناصر اور افسردگی بھی پائی جاتی ہے۔ وہ اگرچہ اشترا کی نظریہ کو دل سے قبول کر چکے تھے مگر اس کے باوجود انھوں نے اپنے فن کو اس پر قربان نہیں ہونے دیا ہے۔ جذبی ترقی پسند تحریک سے ابتدا میں ہی وابستہ ہو گئے تھے۔ اس تحریک کے اثرات ان کی متعدد نظموں میں نظر آتے ہیں۔ ''فطرت ایک مفلس کی نظر میں''، ''چشم سوال''، ''طوائف'' وغیرہ ایسی ہی نظمیں ہیں۔ ان کی کلیات میں کل انتیس نظمیں شامل ہیں۔ پہلی نظم ''گل'' اور آخری ''آج کی شام'' ہے۔ اس باب میں ان کی ہر نظم کا باعتبار سن تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دوران تحقیق مجھے جذبی کی تین ایسی نظمیں دریافت ہوئی ہیں جو ان کی کلیات میں نہیں ہیں۔ ان نظموں کا حوالہ کے ساتھ تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

پانچواں باب: 'معین احسن جذبی مشاہیر و ناقدین کی نظر میں' آخری باب میں مشاہیر اور ناقدین کی رائے کو پیش کیا گیا ہے۔ یعنی ان کی نظر میں جذبی کا کیا مقام ہے اس کو قارئین کے روبرو لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں معروف اور غیر معروف دونوں قسم کے ادیبوں کو جگہ دی گئی ہے۔ جذبی کے کلام پر تنقیدی قلم اٹھانے والوں میں پہلا نام آل احمد سرور کا ہے۔ انھوں نے ''فروزاں'' کا پیش لفظ تحریر کیا تھا۔ اس کی اہمیت و مقبولیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج بھی جذبی کی شاعری پر لکھے گئے اکثر مضامین میں اس کے حوالے نظر آتے ہیں۔ لہٰذا مشاہیر میں پہلا نام آل احمد سرور کا ہے جنھوں نے اُن کے کلام کا تنقیدی محاکمہ کیا۔ اس کے علاوہ رفیق بی۔ اے، جلیل کریر، محمود الحسن، انور عظیم، خلیل الرحمن اعظمی، محمد حسن، کبیر احمد جائسی، محمد شمیم الزماں، قمر رئیس، صدیق الرحمن قدوائی، فضیل جعفری، ابن فرید، علی احمد فاطمی اور صغیر افراہیم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

مقالے کے آخر میں ماحصل کے طور پر اس کے اہم نکات اور خصوصی گوشوں کو اجمال کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جذبی کے تعلق سے بہت سی باتیں جو مسلسل دہرائی جاتی رہی ہیں ان سے حتی الامکان پرہیز کرتے ہوئے اصل حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔